حج
کے بعد زندگی کیسے گزاریں؟
تالیف
مولانا محمود الرشید عباسی حدوٹی
مصنف۔ صحافی۔ دینی سکالر۔ داعی الی اللہ
غریب اور پسماندہ علاقوں میں فروغ تعلیم کے لیے مصروف
ادارہ آب حیات ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
غوث گارڈن فیز۲، جی ٹی روڈ، مناواں لاہور کینٹ
Cell:0321-9458876-03009458876
Email:aabehayat2015@yahoo.com
www.facebook/idara aabehayat trust

فہرست مضامین

نیکی کی بات

بسم الله الرحمن الرحيم

الْحَمْدُ للهِ الَّذِي جَعَلَ عُمُرَ الآدَمِيِّ سَفَرًا إِلَى الأُخْرَى طَويلا وَقَصِيرًا، فَسَارَ النَّاسُ بِبَضَائِعِ الأَعْمَالِ، فَرَبِحَ الْمُتَيَقِّظُونَ رِبْحًا كَثِيرًا، وَهَلَكَ الْمُفَرِّطُونَ، فَكُلٌّ مِنْهُمْ عَادَ مِسْكِينًا فَقِيرًا، عَرَضَتْ لَهُمُ الشَّهَوَاتُ فِي بَرِّ الْبِرِّ فَصَارَ الْجَاهِلُ لَهَا أَسِيرًا، فَجَدَلَهُ سَبُعُ الْهَوَى فَجَنْدَلَهُ، فَلَقِيَ هَوْنًا وَتَغْيِيرًا، وَكَمْ حَثَّهُ الشَّرْعُ عَلَى الْجِدِّ، كَمَا يَحُثُّ الْمُسْتَأْجِرُ أَجِيرًا،وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يذكر أو أراد شكوراً،أَحْمَدُهُ حَمْدَ مَنْ جَعَلَ حَمْدَهُ مِصْبَاحًا وَشَهِيرًا، وَأُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْمَبْعُوثِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَتْبَاعِهِ، وَرَزَقَنَا حُسْنَ اتِّبَاعِهِ {وَكَانَ ربك قديراً}

اللہ رب العزت کا احسان و کرم ہوا کہ اپنے ان بھائیوں کے لیے اس نے کچھ لکھنے کی توفیق دی ہے جو ابھی ابھی زیارت حرمین شریفین سے شرف یاب ہو کر اپنے وطن کی طرف لوٹے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا یہ سفر انہیں مبارک فرمائے، ان کا لمحہ لمحہ جو اس سفر سعادت میں گزرا اسے قبول فرمائے، اس سفر کے دوران انہوں نے جو دعائیں مانگی ہیں اللہ انہیں قبول فرمائے۔

حجاج کرام کا حرمین شریفین کی زیارت کے لیے جانا محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہی ممکن ہوتا ہے ورنہ دیار مقدسہ کے دیدار سے شرف یابی پانے کی آرزوئیں کئی لوگوں کو بڑھاپے کی دہلیز تک پہنچا دیتی ہیں مگر انہیں یہ سعادت نصیب نہیں ہوتی، کئی ایسے خوش نصیب ہیں جو ہر سال کئی کئی بار حرمین شریفین کی زیارت کرتے ہیں، اپنے بچوں اور فیملیوں سمیت جاتے ہیں، بظاہر ان کی زندگی دیکھ کر ایسا تعجب ہوتا ہے کہ یہ بھی دیار حبیب دیکھنے جارہے ہیں، مگر قدرت والے کی کاریگری اور بوقلمونی دیکھیے کہ وہ انہیں بھی وہاں پہنچا دیتا ہے۔

سن دوہزار آٹھ میں بندہ ناچیز جب اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ عمرہ کی سعادت حاصل کرنے گیا تو ایک ایسے شخص سے ہماری ملاقات ہوئی جو لاکھوں روپے خرچ کر کے اپنی پوری فیملی سمیت وہاں پہنچا ہوا تھا، ہم تعجب کی بجائے سبحان اللہ زبان سے کہتے جاتے تھے، اللہ کی عطا اور نوازش پر سر دھنتے جاتے تھے جس نے ان لوگوں کو بیوی، بچوں سمیت وہاں پہنچا دیا تھا جہاں کے بارے میں کئی لوگوں کی سوچ اور فکر یہ ہے کہ وہاں مال و دولت کی فراوانی کے باعث ہی پہنچا جاتا ہے۔

خصوصاً ایسے دور میں جب کہ واقعتاً دنیا بھر میں اب حجاج کو مکہ اور مدینہ لے جانے والی فیکٹریاں لگ گئی ہیں، حکومتوں نے حج اور عمرے کو منافع بخش بزنس بناڈالا ہے، سعودی عرب جہاں کبھی حجاج کی خدمت کر کے اعزاز اور افتخار محسوس کیا جاتا تھا، اب وہاں بھی کروڑوں روپے بٹورنے کے بعد رہائشیں دی جاتی ہیں، حج اور عمرہ کے موسم میں وہاں کے کاروباری لوگوں کا ہر لمحہ عید ہوتا ہے، وہ منہ مانگے دام سے چیزیں فروخت کرتے ہیں، دنیا بھر سے آئے ہوئے لاکھوں لوگوں کی جیبیں وہاں خالی کرواتے ہیں، پھر دنیا بھر میں موجود کاروباری منڈیاں قائم ہیں جہاں مہنگے سے مہنگے پیکج پر حجاج اور زائرین کو وہاں بھیجا جاتا ہے۔

حکومتیں حجاج اور عمرہ زائرین کو کسی بھی قسم کی سہولت دینے کی بجائے ان سے ٹیکسوں کی مد میں اچھی بھلی رقم وصول کر لیتی ہیں، پہلے جن لوگوں کو ہم معلم کہتے تھے ان کے بارے میں تصور یہ تھا کہ یہ حج کے ارکان کی ادائیگی کا طریقہ سکھاتے ہوں گے اب جب حقائق کھلے تو پتا چلا کہ یہ حج کا طریقہ نہیں سکھاتے بلکہ یہ حج کے ٹھیکیدار ہیں، ان کو مختلف قسم کی فیسیں دی جاتی ہیں، گویا کہ یہ سعودی حکومت کے خود مختار نمائندے ہوتے ہیں جو دنیا بھر کی حج کمپنیوں سے مختلف مدات میں فیسیں وصول کر کے سعودی خزانے میں جمع کرواتی ہیں۔

اندریں حالات کسی سعادت مند کا وہاں پہنچ جانا بڑے نصیب کی بات ہے، بڑے مقدر کی بات ہے، اس لیے ان لوگوں کے ایمان و اعمال کی حفاظت کے لیے میں نے یہ رسالہ لکھا ہے، مجھے امید ہے کہ اسے پڑھنے کے بعد حاجی حضرات نہ صرف خوش ہوں گے بلکہ ان میں رب تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے عمل کے جذبات بھی پیدا کر دے گا، اللہ ہم سب کو قبول فرمائے۔آمین

خادم اسلام،

محمودالرشیدعباسی حدوٹی

جامعہ رشیدیہ، جی ٹی روڈ، مناواں لاہور کینٹ

یکم ذی الحج ۱۴۳۶ھ، ۱۶، ستمبر ۲۰۱۵ء، بروز بدھ، بعد نماز مغرب

حج کے بعد
زندگی کیسے گزاری جائے؟

کس قدر اعزاز کی بات ہے، کس قدر خوش نصیبی ہے کہ انسان کے لیے ایک وقت وہ تھا جب یہ ارادہ کرتا تھا، کبھی سوچتا تھا کہ میں اللہ کے گھر کا دیدار کروں، میں بیت اللہ کا طواف کروں، میں صفا اور مروہ کی سعی کروں، میں وہاں پہنچ کر جام بھر بھر کر زمزم پیوں، میں ان پاک گلیوں میں گھوموں پھروں جہاں آج سے چودہ سو سال پہلے پیغمبر اسلام حضرت محمد عربی ﷺ گزرتے تھے، جہاں بیٹھتے تھے، میں ان پتھروں کو دیکھوں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کا دیدار کیا تھا، میں ان سنگریزوں پر گھوموں پھروں جن پر نبی کریم ﷺ چلتے تھے، میں ان پہاڑوں پر چڑھوں جن پر نبی کریم ﷺ چڑھے تھے، میں مسجد الحرام کے گوشے گوشے میں مصروف عبادت ہو جاؤں جہاں عبادت کرنے والے کو بے شمار اجر و ثواب ملتا ہے۔

میں حجر اسود کو بوسہ دوں جسے آقا مدنی کریم ﷺ نے بوسہ دیا تھا، میں رکن یمانی اور رکن عراقی کے پاس سے گزروں، میں حطیم میں نوافل ادا کروں، میں دل بھر بھر کر خانہ کعبہ کا دیدار کروں جس کو دیکھنا بھی عبادت ہے، جس کا دیدار بھی باعث ثواب ہے، میں مکے میں موجود یادگاروں کا دیدار کروں، میں منیٰ میں سیدنا ابراہیم کی یادگاروں کو دیکھوں میں عرفات کے میدان میں پہنچوں، میں جبل رحمت کے سائے میں کھڑے ہو کر دعائیں کروں، میں دو سفید چادروں میں ملبوس ہو کر عرفات کے کھلے میدان میں، کھلے آسمان تلے کھڑے ہو کر اللہ کی بارگاہ میں زاریاں کروں، التجائیں کروں، وہاں اپنے نامۂ اعمال کی سیاہ کاریاں دھلوا ڈالوں، میں مزدلفہ میں رات گزاروں، میں منیٰ میں پہنچ کر شیطان لعین کو کنکریاں ماروں، میں اپنے ہاتھ سے اللہ کے نام پر وہاں جانور قربان کروں جہاں حضرت اسماعیل کو حضرت ابراہیم نے ذبح کرنے کے لیے لٹایا تھا۔

میں طواف زیارت کروں، میں مطاف میں دیوانہ وار طواف کروں، میں اللہ کے نام کی تسبیحات کروں، میں اللہ کے نام کی بڑائی بیان کروں، میں اللہ کو راضی کروں، میں اس کے گھر کے سامنے جا کر اپنی پیشانی رکھوں، میں غلافِ کعبہ کے ساتھ لپٹ لپٹ کر روؤں، میں ملتزم کے ساتھ چمٹوں اور اپنی آنکھوں سے سارے آنسوں اس کی دہلیز پر نچوڑ ڈالوں، میں وہاں جا کر ایسا ایسا ہو جاؤں جیسا جیسا محبوب رب العالمین نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب انسان حج کر کے واپس لوٹتا ہے تو وہ ایسا ہوتا ہے جیسے آج ہی اسے اس کی ماں نے جنم دیا ہے، یعنی اس کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔

پھر اس انسان پر ایک وقت ایسا آن پہنچتا ہے جب اس کے خوابوں کی تعبیر ملنے کا سامان ہونے لگتا ہے، قدرت والا اس کی دستگیری کرتا ہے، وہ غیبی خزانوں سے اس کے لیے اسباب مہیا کرتا ہے، اس کے جانے کے انتظامات کرتا ہے، اس کے خوابوں کو عملی شکل دینے کی تیاری شروع ہو جاتی ہے۔

جب اسباب ووسائل کی دنیا میں پاسپورٹ پر ویزہ لگ جاتا ہے، سامان سفر یکجا کیا جانے لگتا ہے، احباب، تعلق دار، رشتہ دار، عزیز اس کے سفر سعادت پر مطلع ہونے لگتے ہیں، ایک طرف وہ مبارکیں دیتے ہیں اور دوسری طرف یہ جانے والا خوش نصیب خوشی سے پھولے نہیں سماتا۔

ایک دن ایسا آجاتا ہے جب اس کے لیے زاد اور راحلہ کا انتظام ہو جاتا ہے، جہاز کی ٹکٹ کنفرم ہو جاتی ہے، سفر کا دن طے ہو جاتا ہے، سامان پیک ہو جاتا ہے، اس کی زبان پر کلمات تشکر جاری ہو جاتے ہیں، یہ سر جھکائے کسی عظیم دربار میں حاضری کے لیے تیار ہو جاتا ہے، اپنے خوابوں کی تعبیر ڈھونڈنے نکل کھڑا ہوتا ہے، وہ دل میں التجائیں کرتا ہے، لبوں سے دعاؤں کے کلمات ظاہر کرتا، دل میں سوچتا رہتا ہے۔

ایک دن ایسا آن پہنچتا ہے جب یہ دو سفید چادروں میں لپٹ جاتا ہے، دوگانہ ادا کرتا ہے، اس کی زبان پر لبیک اللھم لبیک کی صدائے دل آویز بلند ہونے لگتی ہے، وہ اپنے رب کی توحید، الوہیت کا اقرار کرتا ہے، وہ اسے حقیقی معنوں میں بڑا سمجھتا ہے، اس کے سامنے گردن جھکائے ہوئے کشاں کشاں بیت اللہ کی سمت قدم بڑھاتا ہے، وہ ہوائی جہاز پر سوار ہو جاتا ہے، کئی ہزار فٹ کی بلندی پر محو پرواز جہاز پر سوار وہ توحید کے نغموں سے سرشار ہوتا ہے، اللہ کی عظمت کے گن گاتا ہے، اپنی عاجزی کا اظہار کرتا ہے۔

چند گھنٹوں کی مسافت کے بعد وہ جدہ پہنچ جاتا ہے، جہاں ضروری کاغذات دکھانے اور دخول کی مہر لگوانے کے بعد مکہ کی طرف بڑھنے لگتا ہے، ایک گھنٹے کی مسافت پر جدہ سے مکہ پہنچ جاتا ہے، جہاں اپنی رہائش گاہ پر سامان رکھتے ہی وہ دیوانہ وار، مستانہ وار ایک دوڑ لگا دیتا ہے، بیت اللہ شریف کی مبارک دیواریں دیکھتے ہی وہ مستی کے عالم میں پکار اٹھتا ہے کہ اے اللہ ! اس گھر کے مالک تو اس کی عزت، اس کی حرمت، اس کی عظمت کو مزید چار چاند لگا دے، وہ حجر اسود کے سامنے آتے ہی تکبیر کی صدا بلند کرتے ہوئے دیوانہ وار طواف میں مشغول ہو جاتا ہے، دو سفید چادروں میں ملبوس، زبان پر ذکر اللہ جاری، وہ اپنے ایک ایک چکر میں رب کی رحمتوں کو اپنے قریب ہوتے ہوئے محسوس کرتا ہے۔

طواف سے فارغ ہو کر وہ مقام ابراہیم پر دوگانہ ادا کرتا ہے، دوگانہ کے بعد وہ زمزم کی چسکاریوں سے لطف اندوز ہوتا ہے، یہاں سے چند قدم آگے بڑھتے ہی صفا پہاڑی پر پہنچ جاتا ہے، جس کی اب صرف نشان باقی ہے، پہاڑی دکھائی نہیں دیتی، یہاں پہنچتے ہی وہ اپنا منہ خانہ کعبہ کی طرف کرتے ہوئے کچھ پاکیزہ کلمات اپنی زبان سے ادا کرتا ہے اور مروہ کی سمت بڑھتا ہے، صفا سے مروہ کے بیچ کا سفر جتنا بھی ہے وہ اسے ذکر ربانی میں سرشار ہو کر طے کرتا ہے، میلین اخضرین پر اماں ہاجرہ کی یاد میں دوڑتا ہے، پھر مروہ پر پہنچ کر خانہ کعبہ کی طرف منہ کرتے ہوئے اللہ کی بڑائی کے کلمات زبان سے ادا کرتے ہوئے صفا کی طرف بڑھتا ہے، یوں وہ ذکر الٰہی کے ساتھ سات چکر مکمل کرتا ہے۔

چند دن مکہ میں قیام کے دوران وہ اپنے اعمال کا ایک خاطر خواہ ذخیرہ جمع کر لیتا ہے، پھر آٹھ ذی الحج کو طواف قدوم کرتا ہے، پھر منیٰ میں پہنچ جاتا ہے، جہاں رات گزار کر نو ذی الحج کو عرفات کے میدان میں پہنچ جاتا ہے، جہاں وہ کھلے آسمان تلے اپنے رب کی مناجات میں مصروف ہو جاتا ہے، کوئی مسجد نمرہ میں امام الحج کا خطبہ سننے کی سعادت حاصل کرتا ہے، کوئی یونہی کھلے میدان میں زاریوں میں مشغول رہتا ہے، غروب آفتاب کے ساتھ ہی وہ عرفات سے مزدلفہ کی سمت بڑھنے لگتا ہے، یہ منظر بھی کتنا یادگار ہوتا ہے، جب سفید چادروں میں ملبوس حجاج کرام مزدلفہ کی سمت بڑھتے ہیں، لاکھوں حجاج اس محدود راستے سے گزرتے ہوئے مزدلفہ میں رات گزارتے ہیں، جب مزدلفہ کی دونوں پہاڑیوں اور ان کے دامن میں سفید چادروں میں لپٹے حجاج رات گزارتے ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے ان پہاڑیوں نے سفید برف کی چادر تان لی ہو۔

مزدلفہ میں ہی حجاج کرام مغرب اور عشاء کی نماز اکٹھی پڑھتے ہیں، سارے دن کی تھکان، سارے دن کی مشقت، سفر کی مشقت یہ یہاں مزدلفہ کی رات میں بندے کو محسوس ہوتی ہے، یہاں جب وہ اپنے منہ سے اللہ کی بارگاہ میں التجا کرتا ہے تو قدرت والا اس کی التجا کو سنتا بھی ہے اور قبول بھی کرتا ہے۔

نماز فجر کی ادائی کے بعد حجاج کا ایک جم غفیر شیطان کو کنکریاں مارنے کے لیے منیٰ کی سمت رواں دواں ہو جاتا ہے، جہاں حجاج اپنے ایمانی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے اللہ اکبر کی صداؤں کے ساتھ شیطان کو ذلیل کرتے ہوئے اس پر کنکریاں برساتے ہیں، حجاج کے ایمانی جذبات اس وقت اس قدر شعلہ زن ہوتے ہیں کہ اگر شیطان ان کی آنکھوں کے سامنے ہو تو اسے تکہ بوٹی کر ڈالیں۔

شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد حجاج قربانی کے لیے مذبح پہنچتے ہیں، جہاں جس کو موقع ملتا ہے وہ قربانی کرتا ہے، زیادہ تر حجاج وہ ہیں جن کی قربانی کی ذمہ داری معلم نے اٹھا رکھی ہوتی ہے، جن کی قربانیوں کی رقم بینک میں جمع ہوتی ہے، انہیں وقت دیا جاتا ہے

کہ آپ کی قربانی اتنے بجے کی جائے گی، چنانچہ وہ اسی وقت کا انتظار کرتا ہے، جن کا وقت تین چار بجے شام کا طے ہوتا ہے وہ حجاج اس وقت تک احرام کی حالت میں ہی رہتے ہیں، قربانی کرنے کے بعد سر منڈوا کر حجاج مکہ کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں، جہاں طواف زیارت کرتے ہیں، کیونکہ طواف زیارت فرض ہے۔

طواف زیارت کے بعد پھر منیٰ کی طرف رواں دواں ہو جاتا ہے، جہاں رات کو قیام کرتا ہے، اگلے روز شیطان کو کنکریاں مارنے پھر جمروں کے پاس پہنچ جاتا ہے، گیارہ اور بارہ ذی الحج کو ترتیب وار تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارتا ہے، بارہ ذی الحج کو مکہ پہنچ کر طواف کرتا ہے، زمزم پی کر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے، جس نے یہ عظیم عبادت کرنے کی توفیق بخشی، جس کے بارے میں وہ اپنے دیس میں سوچا کرتا تھا، تخیلاتی پروازیں دوڑایا کرتا تھا، آج اللہ نے اس کے خوابوں کو عملی شکل میں دکھادیا، جب حج جیسا عظیم الشان رکن ادا ہوا۔

اللہ کا شکر ہے کہ حاجی جو کبھی صرف یہاں آنے کی سوچ رکھتا تھا، حج کر کے واپس جانے والے حاجیوں کی زبان سے مبارک سفر کی داستانیں شوق سے سنا کرتا تھا، حاجی کی زبان سے سن سن کر سبحان اللہ سبحان اللہ اس کی زبان سے بھی صادر ہوتا تھا، اب اللہ کی توفیق سے یہ خود اس مبارک سفر کی روئیداد سنانے والا بن گیا ہے۔

مکہ سے مدینہ کی طرف

مکہ سے مدینہ کی طرف عازم سفر ہوتا ہے، راہ میں درود و سلام کا نغمہ اس کی زبان پر جاری و ساری رہتا ہے، جوں جوں مدینہ قریب آتا ہے توں توں اس کی آتش عشق و محبت مزید شعلہ زن ہوتی ہے، جب مدینہ مزید قریب آتا ہے تو فرط محبت میں وہ درود درو سلام کے کلمات اور زیادہ کر دیتا ہے۔

جب چند گھنٹوں کی مسافت طے کرتے ہوئے وہ مدینۃ النبی ﷺ پہنچ جاتا ہے تو فرط مسرط کے باعث اس کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑتے ہیں، اس کی آنکھیں ڈبڈبانے لگتی ہیں،

وہ کہیں زبان حال سے اور کہیں زبان قال سے گنگناتا ہوا اپنا سفر جاری رکھتا ہے کہ

محمد (ﷺ) کا روضہ قریب آ رہا ہے
بلندی پہ اپنا نصیب آرہا ہے
خبر جا کے دے دو فرشتو! یہ ان کو
کہ خادم تمہارا سعید آرہا ہے

مدینہ سے کچھ فاصلے پر مسجد نبوی شریف کے پرانوار مینارے دکھائی دینے لگتے ہیں، ایسے میں ایک عاشق رسول ﷺ کے جذبات محبت مزید بھڑکنے لگتے ہیں، وہ مسجد نبوی کے میناروں کو دیکھتے ہی پکار اٹھتا ہے کہ

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے — اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے
مکے کی فضاؤں میں، طیبہ کی ہواؤں میں — ہم نے جدھر دیکھا، سرکار نظر آئے

سواری مدینہ کی طرف بڑھتی ہے تو جذبات مچلتے ہیں، عاشقان رسول فرط محبت میں اچھلتے ہیں، ان زائرین کو مدینہ کی فضائیں اور ہوائیں استقبالیہ لب ولہجے میں کہتی ہیں

شوق و نیاز وعجز کے سانچے میں ڈھل کے آ
یہ کوچۂ حبیب ﷺ ہے پلکوں سے چل کے آ

جب سواری اپنے موقف پر آٹھہرتی ہے تو زائر حرم اپنا سامانِ سفر اپنی آرام گاہ میں رکھتے ہی مسجد نبوی شریف کی طرف چل پڑتا ہے، اسے کئی گھنٹوں کی سفر مشقت آرام کرنے کا مشورہ نہیں دیتی بلکہ آتش شوق ومحبت اس کے جذبات محبت کو مزید دوآتشہ کرتی ہے تو وہ سب کچھ پس پشت ڈالتے ہوئے مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوتا ہے جہاں دوگانہ ادا کرتا ہے، اگر وقت نماز ہے تو نماز ادا کرتا ہے، پھر سر نیوڑھائے آگے بڑھتا ہے، باب جبریل سے اندر داخل ہو کر ریاض الجنہ میں پہنچتا ہے، جہاں وہ دوگانہ نماز ادا کرتا ہے، پھر قدم اٹھاتا ہے، دل کو سہارتا ہے، آگے کی سمت بڑھتا ہے، آگے آقا مدنی کریم ﷺ کے

روضے کی جالیاں ہیں،ان جالیوں کے سامنے سے گزرتا ہے،صلاۃ وسلام کے الفاظ اس کی زبان سے جاری وساری ہو جاتے ہیں،وہ اپنے پیارے آقاﷺ کو زبان حال و قال سے مخاطب کرتے ہوئے عرض کناں ہوتا ہے

یَاخَیرَمَن دُفِنَت فی التُّربِ اَعظُمَہُ   فَطَابَ مِن طِیبِھِنَّ القَاعُ وَالاَکَمُ
نَفسِی فِداءٌ لِقَبرٍ اَنتَ سَاکِنُہُ   فِیہِ العِفَافُ وَفِیہِ الجُودُ وَالکَرَمُ

اے بہترین !ان سب سے جن کے اجسام آسودۂ خاک ہوئے،اور ان کی خوشبو سے جنگل اور پہاڑ مہک اٹھے،میری جان اس قبر مبارک پر قربان ہو جائے جس میں آپﷺ آرام فرما رہے ہیں،اس قبر اطہر میں پرہیزگاری ہے،اس میں جود ہے اور اس میں کرم ہے۔

حضرت علی المرتضی شیر خدا رضی اللہ عنہ جب سرکار دوجہاںﷺ کے روضے کی زیارت کے لیے جاتے تو بے ساختہ پکار اٹھتے تھے اور فرماتے تھے

مَاغَاضَ دَمعِی عِندَنَآئِبَۃٍ،   اِلَّاجَعَلتُکَ لِلبُکَاءِ سَبَباً
وَاِذَاذَکَرتُکَ سَامَحتُکَ بِہٖ،   مِنِّیَ الجُفُونُ فَفَاضَ وَانسَکَبَا
اِنِّی اُجِلُّ ثَرًی حَلَلتَ بِہٖ،   عَن اَن اُرَی لِسَوَاہُ مُکتَئِباً

میرا آنسو جس مصیبت کے وقت خشک ہوتا ہے،توآپﷺ کو میں رونے کا سبب بنالیتا ہوں،جب میں آپﷺ کو یاد کرتا ہوں توآپﷺ کی یاد میں میری آنکھیں آنسو سے فیاضی کرتی ہیں،تو آنسو بہتا ہے اور جاری ہوتا ہے،اس مٹی کو جس میں آپﷺ تشریف فرماہیں،میں اس کو اس سے بلند تر سمجھتا ہوں کہ میں اس کے سوا کسی اور پر رنجیدہ دیکھا جاؤں۔

خاتون جنت ، حضرت فاطمۃ الزہراء روضۂ اطہر کی زیارت کے لیے جب تشریف لاتیں تو یوں گویا ہوتیں تھیں

اِذَا شتَدَّ شَوقِی زُرتُ قَبرَکَ بَاکِیاً،   اَنُوحُ وَاَشکُو اَلاَّ اَرَاکَ مُجَاوِبِی
فَیَا سَاکِنَ الصَّحرآءِ عَلَّمتَنِی البُکَا،   وَذِکرُکَ اَنسَانِی جَمِیعَ المَصَائِبِ
فَاِن کُنتَ عَنِّی فِی التُّرَابِ مُغِیباً،   فَمَاکُنتَ عَن قَلبِی الحَزِینِ بِغَائِبِ

جب میرا شوق شدید ہوتا ہے، تو روتی ہوئی آپﷺ کی قبر کی زیارت کرتی ہوں، روتی ہوں اور شکایت کرتی ہوں، مگر آپﷺ کو اپنا جواب دینے والا نہیں پاتی، پس اے صحراء میں رہنے

والے ! تو نے ہی تو مجھے رونا سکھایا، آپﷺ کے ذکر نے تو تمام مصیبتوں کو بھلا دیا ہے، پس اگر آپﷺ مجھ سے مٹی میں روپوش ہیں تو آپﷺ میرے غم گین دل سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

روضہ اطہر پر سعودی مطوعے اگرچہ زیادہ دیر ٹھہرنے نہیں دیتے مگر دیوانے، پروانے مستانے کسی کے روکے سے کب رکے ہیں کہ اب رکیں گے وہ اپنی عاجزی اور مسکینی سے نذرانہ پیش کرتے ہیں، صلاۃ وسلام کے پھول اپنے محبوبﷺ پر نچھاور کرتے ہیں، اپنے تخیلات و تصورات کے اسپ تازی کو لگام دیتے ہوئے رکنے کا اشارہ دیتے ہوئے عرض پرداز ہوتے ہیں کہ

اے رسول امیں ! خاتم المرسلیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق ویقیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
بزم کونین پہلے سجائی گئی، پھر تری ذات منظر پہ لائی گئی
سید الاولیں، سید الآخریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

وہ ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے، درود وسلام کے الفاظ سے رطب اللسان ہوتے ہوئے آگے گزر جاتا ہے، چند قدم آگے بڑھتا ہے تو مڑ کر جو عقبی سمت دیکھتا ہے تو روضہ رسول اللہ کا گنبد اسے اپنی آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے، اس پر وہ کلمات تشکر سے سرشار ہوتا ہے، اللہ کا شکرادا کرتا ہے جس نے اسے اپنے محبوب نبی کریمﷺ کے روضے پر حاضری نصیب فرمائی ، پھر یہاں درود وسلام پڑھنے کی توفیق دی، حاجی کو بجا طور پر یہاں کہنا ہے کہ

تیری رحمت، تیری شفقت سے ہوا مجھ کو نصیب
گنبدِ خضریٰ کا سایہ، میں تو اس قابل نہ تھا
بارگاہِ سید کونینﷺ میں آکر نفیس
سوچتا ہوں، کیسے آیا؟ میں تو اس قابل نہ تھا

قاسم العلوم والخیرات ، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ جب دیار یثرب تشریف لے گئے، تو عشق و مستی کے عالم میں ان کی زبان بھی نذرانہ عقیدت و محبت نچھاور کیے بغیر نہ رہ سکی، فرمایا

اُڑا کے باد میری مشتِ خاک کو پسِ مرگ — کرے حضور کے روضہ کے آس پاس نثار
ولے یہ رتبہ کہاں مشت خاک قاسم کا — کہ جائے کوچہ اُطہر میں تیرے بن کے غبار
تمہارے عشق میں رو رو کے ہوں نحیف اتنا — کہ آنکھیں چشمہ آبی درون غبار

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ جب روضہ اطہر پر صلاۃ وسلام پیش کرنے کے لیے پہنچے تو بے اختیار ان کی زبان سے یہ اشعار صادر ہوئے، فرمایا

دمکتا رہے تیرے روضے کا منظر — سلامت رہے تیری روضے کی جالی
ہمیں بھی عطا ہو وہ شوق ابوذر — ہمیں بھی عطا ہو وہ جذبہ بلالی

مولانا ظفر علی خان جب روضہ رسول اللہ پر پہنچے تو بے ساختہ پکار اٹھے

دیار یثرب میں گھومتا ہوں — نبی کی دہلیز چومتا ہوں
شرابِ عشق پی کر میں جھومتا ہوں — رہے سلامت پلانے والا

ایک وہ وقت تھا جب یہ تصورات کی دنیا میں گم تھا، مکے اور مدینے میں جانے کے خیالات اس کے دل ودماغ میں اٹھکیلیاں کرتے تھے ، وہ کبھی سوچتا تھا کہ میں ان پاک مقامات کی زیارت کروں گا، آج وہ وقت ہے جب قدرت والے نے اسے ان مقامات مقدسہ کے دیدار سے شرف یاب بھی فرمادیا ہے، اس پر ہر حاجی کی زبان کلماتِ شکر ادا کرتی ہے، اس رب کی تعریف میں مصروف ہو جاتی ہے جس نے اپنے بندے کے خیالات وتصورات کو حقیقت کا روپ دیا، جس نے اسے اپنے گھر سے اٹھایا اور بیت اللہ تک پہنچایا، جس نے اسے مکے مدینے میں گھمایا۔

حاجی جنت البقیع میں پہنچ جاتا ہے ، جہاں صحابہ کرام آسودۂ خاک ہیں، جہاں امت مسلمہ کے ہزاروں اولیاء مدفون ہیں، جہاں صحابیات محو آرام ہیں، جہاں اس دور کے مرنے

والے آرام فرماہیں، یہ وہ قبرستان ہے جس میں دفن ہونے والے کی سفارش قیامت کے دن سرکار دوعالم ﷺ فرمائیں گے۔

پھر حاجی مدینہ اوراس کے مضافات میں موجودان یادگاروں کو دیکھتاہے ،جوتاریخی اہمیت کی حامل ہیں، یہاں مسجد قباہے جسے اسلام کی پہلی مسجد ہونے کاشرف ملاہے، یہاں جنگ احد کی یادگاراحد پہاڑ ہے، جسے جنتی پہاڑ کہا گیاہے، جس کے بارے میں سرکار مدینہ ﷺ کی زبان سے ایک تاریخی جملہ صادر ہوا کہ جبل احد ہم سے محبت رکھتاہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں، یہاں جبل احد کے دامن میں جبل رماۃ ہے، جہاں چند تیر اندازوں کو ٹھہرایا گیاتھا، مگران کی لغزش کے باعث کفار نے مسلمانوں پر حملہ کردیاتھا، جس سے ستر مسلمان شہادت کا عظیم رتبہ پاکرابدی نیند سوگئے تھے ، یہاں آقائے دوجہاں ﷺ کے چچاامیر حمزہ کی لاش کامثلہ کیاگیاتھا،اسی پہاڑ کے دامن میں امیر حمزہ کا مزار پر انوار ہے۔

یہاں اسلام کے اولین زمانے کی یادگاریں وہ مساجد ہیں جو صحابہ کرام نے تعمیر کی تھیں، یہاں اس جنگ خندق کی یادیں ہیں جو مسلمانوں نے اپنے خالی پیٹوں پر پتھر باندھ کر کھودی تھی اوراپنی ریاست کی حفاظت کافرض ادا کیاتھا،یہی وہ خندق تھی جس کے اٹوٹ چٹانیں آقائے دوجہاں ﷺ کے بدان سے ریزہ ریزہ ہوگئی تھیں۔

یہی وہ بقعۂ مبارکہ ہے جسے مدینہ منورہ کانام دیاگیا، جو بیماریوں کاگھر تھا،آقامدنی ﷺ کی آمد کے بعداسے مدینہ کہاگیا،آپ ﷺ جب مکہ سے یہاں پہنچے تھے تو مدینہ کی ننھی ننھی بچیوں نے پھول نچھاور کیے تھے ، پیغمبراسلام کو چودھویں کاچاند کہاتھا،وداع کی گھاٹیوں سے آپ طلوع ہوئے توہر آنکھ دیدار مصطفےٰ ﷺ سے شرف یاب ہوئی، یہاں کے باسی فرط مسرت اور محبت سے جھوم اٹھے۔

آج جب حاجی اس مبارک سرزمین پر قدم رنجہ ہوتاہے تواس کادل، اس کاژواں ژواں، اس کاانگ انگ، اس کاریشہ ریشہ یہ چاہتاہے کہ اسے یہ سعادت مل جائے کہ وہ

ہمیشہ اسی در پر پڑا رہے، کتنے علماء کرام، کتنے اولیاء اپنی زندگی کے آخری ایام میں یہاں آکر ڈیرے لگا لیتے تھے کہ ان کو عزرائیل نبی کریم ﷺ کے پڑوس سے اٹھائے، وہ دیار حبیب میں مدفون ہوں، وہ قیامت کے دن ان خوش نصیبوں میں سے اٹھائے جائیں جن کو نبی کریم ﷺ کی سفارش ملے گی کہ اللہ ! ان کو جنت میں بھیج دیجیے، ان حجاج میں کتنے خوش نصیب ایسے ہیں جو یہ تمنااور آرزو لے کر اپنے گھروں سے نکلتے ہیں، اپنی اولاد کو وصیتیں کر کے گھروں سے نکلتے ہیں کہ وہ دیار نبی میں مرنا اور دفن ہونا چاہتے ہیں، پھر زبان حال و قال پکار اٹھتی ہے کہ

درِ نبی پر پڑا رہوں گا، پڑے ہی رہنے سے کام ہوگا
کبھی تو قسمت کھلے گی میری، کبھی تو میرا سلام ہوگا

اے حاجی ! یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ مکے اور مدینے کی گلیاں سیر گاہ نہیں ہیں، یہ وہ مقامات ہیں جہاں قدرت والے کی کاریگریاں، اس کی بوقلمونیاں جگہ جگہ زائر کو کچھ سمجھاتی ہیں اور کچھ بتاتی ہیں، یہاں کا سفر سفر پر مشقت ہے، مگر اس سفر کے بعد قدرت والا حاجی کے گناہوں پر اپنی عفو و در گزر کا قلم پھیر دیتا ہے، اسے ایسا بنا دیتا ہے کہ وہ آج اسی لمحۂ موجود میں پردۂ کتم سے وجود میں آیا ہے، وہ آج ہی پیدا ہوا ہے، جس طرح نومولود گناہوں کی آلائشوں سے پاک ہوتا ہے حاجی بھی اسی طرح گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے، مگر اسے یاد رکھنا چاہیے کہ اس سارے سفر سے مقصود اللہ تعالی کی رضا جوئی ہے۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ بابا بلھے شاہ کو کہنا پڑ جائے

پڑھ پڑھ کتاباں علم دیاں تُوں ناں رکھ لیا قاضی
ہتھ وچ پھڑ کے تلوار ناں رکھ لیا غازی
مکے، مدینے گھم آیا تے ناں رکھ لیا حاجی
او بلھیا! حاصل کیہ کیتا؟ جے تُوں رب نہ کیتا راضی

بابابلھے شاہ یہ فرماتے ہیں کہ علم کی کتابیں پڑھ پڑھ کر بندے کانام قاضی تور کھ دیاجاتاہے، تلوار ہاتھ میں پکڑ کر بندہ اپنے کو غازی ظاہر کرتاہے، مکے اور مدینے کے سفر کے بعد اپنے کو حاجی کہلوایاجاتاہے، لیکن اصل بات ان سارے کاموں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کوراضی کیاجائے، اگر علم کی کتابیں پڑھنے، تلوار ہاتھ میں پکڑنے، مکے اور مدینے کے عظیم الشان سفر کے باوجود اللہ کوانسان راضی نہ کرسکے توپھر کچھ بھی ہاتھ نہیں آیا، نہ کتابیں پڑھنے کا فائدہ، نہ تلوار لے کر میدان کارزار میں اترنے کا فائدہ اور نہ مکے مدینے کی گلیوں میں گھومنے کا فائدہ ہے۔

یہ سفر سفر سعادت ہے، یہ سفر معافی کا پروانہ لینے کا سفر ہے، یہ سفر در گزر کروانے کا سفر ہے، یہ سفر پاک پوتر ہونے کا سفر ہے، اپنے رب کوراضی کرنے کا سفر ہے، شہرت، ناموری، دکھلاوا اور ریاکاری سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا، یہ سفر انسان کو بہت کچھ کرنے اور سوچنے پر مجبور کرتاہے، انسان کو جھنجوڑتاہے کہ اس کی سابقہ زندگی کیسے گزری اور اسے آئندہ کیسے وقت گزارناہے، کہیں ایسانہ ہو کہ اس سفر کے بعد حاجی مزید حکم عدولی کرے، مزید نافرمانیاں کرے، مزید نالائقیوں کا مظاہرہ کرے، کہیں بابابلھے شاہ کو بولنے کا موقع نہ دے ڈالے، کیونکہ بابابلھے شاہ تو کوتاہیوں پر ٹوکتے ہیں، وہ کسی کو معاف نہیں کرتے بلکہ وہ صاف صاف پکار اٹھتے ہیں کہ

حج وی کیتی جاندے او، لہو وی پیتی جاندے او
کھا کے مال یتیماں دا، بھج مسیتی جاندے او
پھٹ دلاں دے سیندے نہیں، ٹوپیاں سیتی جاندے او
چھری نہ پھیری نفساں تے، دنبے کیتی جاندے او
فرض بھلائے بیٹھے او، نفلاں نیتی جاندے او
دسو نا کجھ حضرت جی! کیہ کیتی جاندے او

حج سے واپسی کے بعد

دنیا بھر سے آئے ہوئے حجاج کرام اتنی بڑی سعادت سمیٹنے کے بعد بالآخر ایک محدود وقت کے بعد اپنے اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں، وہ بوجھل دل کے ساتھ مکے اور مدینے کی فضاؤں کو الوداع کہتے ہیں، اداس نگاہوں کے ساتھ ان پاکیزہ مقامات کو دیکھتے ہیں اور اپنے اپنے وطنوں کی سمت لوٹ جاتے ہیں، چند گھنٹوں کی مسافت کے بعد پھر وہ اپنے اپنے ائرپورٹوں پر اتر جاتے ہیں، جہاں اعزہ، اقرباء، رشتہ دار، آل واولاد پھولوں کی مالائیں لے کر ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہوتے ہیں، ہر کسی کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ سب سے آگے بڑھ کر حاجی سے بغل گیر ہونے کی سعادت حاصل کرے، معانقہ اور مصافحہ کرے، سب آگے بڑھ بڑھ کر مبارکیں دیتے ہیں، گھر پہنچتا ہے تو محلے دار، علاقے والے اس کے لیے دیدۂ ودل فرش راہ کیے ہوئے ہوتے ہیں، پھر کئی دن تک اسے مسلسل مہمانوں کے ساتھ ملاقاتوں میں گزارنے پڑتے ہیں، سب مبارکبادیں پیش کرتے ہیں، زمزم پیتے ہیں، کھجوریں کھاتے ہیں اور اپنے اپنے حصے کے تحائف سے لطف اندوز ہوتے ہیں، کئی لوگ تو خصوصی طور پر مکے اور مدینے کی سوغات اپنے رشتہ داروں کے لیے لاتے ہیں۔

اب پاکستانی حجاج پاکستان آتے ہیں، مبارکبادیں وصول کرتے ہیں، چند روز تک ان کے دل ودماغ پر حج کے اثرات نمایاں دکھائی دیتے ہیں، ایمانی جذبات کا جگہ جگہ وہ اظہار کرتے دکھائی دیتے ہیں، حج کی روئیداد سناتے اور فخر محسوس کرتے ہیں، مکے اور مدینے میں بیتے ایام کی کارگزاریاں سناتے ہیں، خود محظوظ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی محظوظ کرتے ہیں، ان کی کارگزاریاں سن سن کر سننے والوں کے جذبات بنتے ہیں کہ اے کاش! اس عظیم سفر کی سعادت انہیں بھی جلد مل جائے، وہ دعاؤں میں لگ جاتے ہیں، ان آنے والے حجاج کی ترغیب پر اگر نئے لوگوں کے دل میں یہ تڑپ اور امنگ پیدا ہوتی ہے کہ وہ بھی پاک سرزمین کی زیارت کے لیے جائیں تو اس روئیداد سنانے والے کو بھی اجر وثواب ملے گا، اس

لیے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ نیکی کی دعوت دینے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔

اب چند دن مصروف رہنے کے بعد حاجی صاحب اپنے کام کاج میں لگ جاتے ہیں، اپنی دکان، اپنی تجارت، اپنی مل، اپنی فیکٹری، اپنے کارخانے میں جانے لگتے ہیں، اب غور سے دیکھیے اور پڑھیے کہ رحمان نے اپنے بندے کو حج کے بعد اس عظیم مقام سے نوازا کہ اس کو پاک صاف کرڈالا، اس کے گناہ معاف کردیے، اس کی پچھلی خطائیں دھوڈالیں، شیطان اسی لیے تو عرفات کے میدان میں ایک بار زور سے چیخا تھا کہ یہاں آنے والے اللہ کے مہمانوں کے گناہ دھل جاتے ہیں، اب پاکستان میں آکر شیطان بھی حاجی کا استقبال کرتا ہے، مگر فرق یہ ہے کہ اپنے لوگ، رشتہ دار لوگ، خوشی خوشی سے مبارکبادیں دیتے ہیں، دل سے مبارکبادیں پیش کرتے ہیں جبکہ شیطان کے پیٹ میں مروڑ اٹھتے ہیں، اسے سخت دکھ ہے، وہ صدمہ سے دوچار ہے، وہ غم واندوہ میں ڈوبا ہوا ہے، وہ دانت پیس رہا ہے، وہ اپنی کوکھ پر ہاتھ رکھ کر حسرت سے اسے دیکھ رہا ہے کہ اس کو پاک صاف کرکے اس کے رب نے کیوں واپس بھیجا ہے، میں اب ایسی ایسی چالیں چلوں کہ اسے سمجھ بھی نہ آئے اور اس کے تمام ارکانِ حج، تمام اعمالِ حج، تمام معافیاں تلافیاں، تمام توبہ ہائے نصوحہ صاف کروادوں، اس حاجی سے نئے نئے انداز میں ایسے کام کرواؤں کہ اسے پتا بھی نہ چلے کہ یہ کام میرے حج کو برباد کردے گا، اس حاجی سے جھوٹ بلوائے گا، جھوٹی قسمیں کھلوائے گا، اس سے سودی کاروبار کروائے گا، اس سے رشوتیں بٹوروائے گا، بدنظریاں کروائے گا، نمازیں چھڑوائے گا، زکوتیں چھڑوائے گا، روزے ضائع کروائے گا۔

جب شیطانی قوتیں پوری تندہی اور یکسوئی کے ساتھ حاجی کو راہ راست سے ہٹانے اور بھٹکانے کی کاوشوں میں مصروف کار ہوں تو ایسے میں رحمان پرستوں کو اور عبادالرحمن کے فرائض منصبی میں پہلے سے زیادہ یہ چیز شامل ہو جاتی ہے کہ وہ بھی اپنے ایمانی جذبات کو بروئے کار لاتے ہوئے حاجی صاحب کے اعمال کو بچانے اور محفوظ رکھنے کی کوشش

کریں، نصیحتوں کو سلسلہ وقفے وقفے سے جاری رکھیں کیونکہ کتاب اللہ کے ارشاد کے مطابق مسلمان کو نصیحت کرتے رہنا چاہیے، اس لیے کہ نصیحت مفید چیز ہے، پھر اللہ نے جو دین ہمیں عطا فرمایا ہے وہ سراسر نصیحت ہے۔

ہماری ہمدردانہ اور برادرانہ گزارش حاجی صاحب سے یہی ہو گی کہ وہ جس عظیم سفر سے واپس لوٹے ہیں اس کی عظمت کو ہمیشہ برقرار رکھیں، جن جن مقامات پر اللہ نے ان کے قدم لگوائے ہیں، جن جن مقامات پر ان کی نگاہیں گھومی ہیں، جن جن مقامات کی انہوں نے زیارت کی ہے ان کی عظمت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔

ہمہ وقت یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو دین انہیں عطا فرمایا ہے وہ دین سچا دین ہے، وہ کھرا دین ہے، اس کی تعلیمات کھری اور سچی ہیں، اس دین پر عمل کرنے سے اللہ تعالی جل جلالہ راضی ہوتے ہیں، اس شریعت کی تعلیمات ماننے سے اللہ خوش ہوتے ہیں جو شریعت نبی کریم ﷺ لے کر آئے ہیں، اس شریعت کی تعلیمات انسان کی پوری زندگی کا احاطہ کیے ہوئے ہیں، اس کے احکامات جزوقتی نہیں ہیں، نامکمل اور ادھورے نہیں ہیں بلکہ یہ انسانی ضروریات اور تقاضوں کو درست طریقے سے پورا کرتی ہے۔

علماء کرام نے انتہائی جدوجہد اور کاوش سے ،قرآن وسنت کی روشن تعلیمات کو کھنگالتے ہوئے یہ بات واضح کر دی ہے کہ دین اور شریعت کے احکامات بنیادی طور پر پانچ شعبوں پر مشتمل ہیں۔ (۱) عقائد (۲) عبادات (۳) معاملات (۴) معاشرت (۵) اخلاق

ان پانچ شعبوں کو زندہ کرنا گویا کہ پورے دین کو زندہ کرنا ہے، ان پانچ شعبوں کی حفاظت کرنا گویا پورے دین کی حفاظت کرنا ہے، ان پانچ شعبوں کی جزئیات پر عمل کرنا گویا پورے دین پر عمل کرنا ہے، اگر انسان محنت کرتا جائے تو دنیا میں کوئی کام ایسا نہیں ہے جو آسان نہ ہو جائے، شروع شروع میں مشکلات ضرور ہوں گی، جوں جوں انسان کوشش کرتا جائے گا سارے اعمال پر عمل کرنا آسان ہوتا جائے گا، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ہمیں واضح طور پر بتایا کہ ہر مشکل کے بعد آسانی ہے۔

عقائد

①ایک مسلمان کو یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ کے علاوہ یہ جو کچھ ہمیں دکھائی دیتا ہے یا نہیں دکھائی دیتا یہ سب اللہ کے پیدا کرنے سے ہوا ہے، اللہ قدیم ہے اور باقی سب کچھ حادث ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس وقت بھی تھا جب کوئی چیز نہیں تھی۔

②ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ اللہ کے علاوہ جو کچھ ہے یہ سب ختم ہو جانے والا ہے، عالم فانی ہے، اللہ باقی رہنے والا ہے۔

③ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ کائنات کی ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کے وجود میں لانے کی وجہ سے وجود میں آئی ہیں، ان سب کو بنانے والی ایک ذات ہے جسے اللہ کہتے ہیں۔

④ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ اللہ واجب الوجود ہے، یعنی اس کا وجود اس کی ذات سے ہی قائم ہے کسی اور غیر چیز سے قائم نہیں ہے۔

⑤ایک مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے، یعنی جو کچھ کائنات میں ہوا ایک اکیلے اللہ کے کرنے سے ہوا ہے، اس کاریگری میں اس کا کوئی شریک نہیں تھا۔

⑥ایک مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ اللہ زندہ ہے، دانا ہے، توانا ہے، مختار ہے، جو کچھ کرتا ہے وہ اپنے ارادے اور مشیت سے کرتا ہے، اپنے اختیار سے کرتا ہے۔

⑦ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ جس طرح اللہ قدیم ہے اسی طرح اس کی صفات بھی قدیم ہیں اور باقی ہیں۔

⑧ایک مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ تمام کمالات حقیقت اللہ کے لیے ازل سے ہی ثابت ہیں۔

⑨ایک مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ اللہ جسم نہیں ہے، جوہر نہیں ہے، یعنی صفاتی جنس نہیں ہے جس کے لیے جسم کی ضرورت ہوتی ہے، مثال کے طور پر سیاہی اور سفیدی وغیرہ، وہ مصور بھی نہیں ہے کہ اس کی کوئی صورت و شکل ہو، وہ مرکب بھی نہیں ہے

جس نے چند اجزا سے ترکیب پائی ہو اور وہ معدود بھی نہیں کہ اسے شمار کیا جا سکے، وہ محدود بھی نہیں ہے کہ اس کی کوئی حد یا انتہاء متعین ہو سکے، وہ کسی جہت میں بھی نہیں ہے، یعنی وہ اوپر، نیچے، آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں نہیں ہے، وہ کسی خاص مقام پر بھی نہیں ہے، نہ ہی کسی خاص زمانے میں ہے، کیونکہ یہ تمام صفات عالم ہیں اور اللہ تعالیٰ صفات عالم سے پاک ہے، یعنی زمانہ اسے شامل اور محیط نہیں ہے اور وہ زمانے پر موقوف بھی نہیں ہے، کیونکہ جب زمانہ نہیں تھا اللہ اس وقت بھی موجود تھا، اب جب زمانہ موجود ہے اللہ پھر بھی ہے، اس لیے وہ زمانے میں نہیں ہے زمانے کے ساتھ ہے۔

(۱۰) ایک مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ اللہ کی ذات اور صفات میں کوئی چیز اس کی طرح نہیں ہے، نہ اس کے مشابہ ہے، نہ کوئی ضد ہے جو اس کی جنس کے خلاف ہو اور نہ کوئی نِد ہے جو اس کی جنس میں سے ہو۔

(۱۱) ایک مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیر کے ساتھ یکجا نہیں ہوتا اور نہ اس میں حلول کرتا ہے، اس لیے کہ دو چیزوں کا ایک ہونا محال ہے، اس لیے کہ دوئی کو وحدت کے ساتھ منافات ہے، اسی طرح غیر چیز میں حلول کرنا اجسام کی صفات ہیں۔

(۱۲) ایک مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ کمال کی تمام صفات اللہ میں پائی جاتی ہیں اور نقص وزوال کی صفات اس میں نہیں پائی جاتی ہیں، نقص اور زوال سے وہ پاک ہے۔

(۱۳) ایک مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایمان والوں کو اپنا دیدار کروائے گا۔

(۱۴) مسلمان کا عقیدہ ہونا چاہیے کہ آسمان وزمین کی تمام چیزوں کو پیدا کرنے والا اکیلا اللہ ہے۔

(۱۵) اسی طرح زمین وآسمان کی تمام چیزوں کی تدبیر کرنے والا بھی اللہ ہی ہے۔

(۱۶) اللہ تمام جزوی اور کلی معلومات کو جاننے والا ہے، اس کے علم کے دائرے سے کوئی ایک ذرہ بھی باہر نہیں ہے اور اس کے علم سے غائب نہیں ہے، وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

(۱۷) اللہ پر کوئی چیز واجب نہیں ہے، جیسے لطف و کرم، قہر و غضب، ثواب و عذاب، اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے، اس پر کسی کا حکم نہیں چلتا، فرمانبرداروں کو جو اجر و ثواب ملتا ہے وہ اس کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے، گناہگاروں کو جو سزا ملے گی اور عذاب ہوگا یہ اس کا عدل ہے، اللہ ان ہر دو حالتوں میں محمود اور پسندیدہ ہے، عدل کی صورت میں بھی اور قہر کی صورت میں بھی اور فضل و کرم کی صورت میں بھی۔

(۱۸) ایک مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ اللہ جو کام کرتا ہے اس کی کوئی غرض نہیں ہوتی، اس لیے کہ غرض والا محتاج ہوتا ہے، اس کے باوجود اللہ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے، اس کی حکمت کے فوائد اور منافع کا تعلق اس کی مخلوق کے ساتھ ہوتا ہے، خود اسے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(۱۹) اللہ کے سوا کوئی حاکم مطلق نہیں ہے، حاکم مطلق اللہ ہی ہے، اسی کے حکم سے کوئی کام واجب، کوئی کام حرام، کوئی کام اچھا، کوئی کام برا، کوئی کام باعث ثواب، کوئی کام باعث عذاب ٹھہرتا ہے، اچھا کام وہی ہے جس کا اس نے کرنے کا حکم دیا ہے اور برا کام وہی ہے جس سے اس نے روک دیا ہے، اچھے یا برے کام کا دار و مدار شارع کے حکم کرنے یا اس سے منع کرنے پر ہے، انسانی عقل کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

(۲۰) ایک مسلمان کا عقیدہ ہونا چاہیے کہ ایک اچھا کام وہی ہے جس کا شریعت حکم دے، برا کام وہی ہے جس سے شریعت منع کرے، کوئی کام بذات خود اچھا یا برا نہیں ہو جاتا، اچھا یا برا اس اعتبار سے کہا جائے گا کہ آخرت میں باعث ثواب و عذاب ہوگا۔

ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں ان عقائد کو سامنے رکھتے ہوئے زندگی گزارنی چاہیے، کیونکہ عقیدہ کی درستگی بہت ہی ضروری عمل ہے، عقیدہ اگر درست ہوگا تو چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی کھاتے میں جمع ہوتا جائے گا، عقیدہ فاسد اور خراب ہوگا تو بڑے سے بڑا عمل بھی کھاتے میں شمار نہیں ہوگا، اس لیے اس طرف ہمیں مکمل دھیان دینے کی ضرورت ہے۔

فرشتوں کے بارے میں مسلمان کا عقیدہ

① ایک مسلمان کا عقیدہ ہونا چاہیے کہ ایک نورانی مخلوق ہے جن کو فرشتے کہا جاتا ہے، یہ اجسام لطیفہ اور نورانیہ سے ہیں، وہ جس شکل میں چاہیں متشکل ہو سکتے ہیں، ان کی حقیقت ارواح مجردہ ہے، بدن ان کے لیے لباس کا حکم رکھتا ہے یعنی ان کے بدنوں کو ان کے لیے لباس کی حیثیت حاصل ہے، ان میں توالد اور تناسل نہیں، یہ مذکر اور مؤنث بھی نہیں ہوتے، فرشتے آسمان پر بھی ہوتے ہیں اور زمین پر بھی ہوتے ہیں، بلکہ اجزائے عالم کے ہر جزو کے ساتھ ایک مؤکل فرشتہ ہوتا ہے، جو اس کا مربی، مدبر اور محافظ ہوتا ہے، آدمی کے ساتھ یہ مؤکل فرشتے خصوصیت کے ساتھ ہوتے ہیں، بعض اس کے اعمال لکھتے ہیں، بعض اس کی جنات او شیاطین سے حفاظت کرتے ہیں، عالم سفلی اور عالم علوی میں کوئی جگہ ایسی نہیں جو فرشتوں سے پر نہ ہو، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمام مخلوق دس حصے ہے، جس میں نو حصے فرشتے ہیں اور ایک حصہ باقی مخلوقات ہیں۔

② فرشتوں میں کچھ ایسے ہیں جو پروں والے ہیں، دو دو، تین تین اور چار چار پروں والے، ان پروں کی حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

③ ان فرشتوں میں چار بڑے اور اہم فرشتے ہیں، اس لیے کہ معاملات، ملک اور ملکوت کے اہم کام انہی چار کے سپرد ہیں، جبریل کے ذمہ وحی لانا تھا، میکائیل کے ذمہ مخلوق کے لیے رزق پہنچانا اور اس کی مقدار مقرر کرنا ہے، اسرافیل کے سپرد قیامت کے دن مرنے اور مر کر دوبارہ جی اٹھنے کے لیے صور پھونکنے کی ذمہ داری ہے، عزرائیل تمام مخلوقات کی روح قبض کرنے پر مقرر ہیں۔

④ فرشتوں میں سب سے افضل جبریل ہیں، بعض علماء کرام کے نزدیک یہ چاروں فرشتے فضیلت میں برابر ہیں۔

⑤ اس وقت اللہ کے عرش کو چار فرشتوں نے تھاما ہوا ہے، قیامت کے دن آٹھ فرشتوں نے عرش الٰہی کو تھام رکھا ہو گا۔

آسمانی کتابوں کے بارے میں عقیدہ

① اللہ تعالیٰ کی کتابیں ہیں جو اس نے اپنے رسولوں اور نبیوں پر اتاری ہیں، ان رسولوں کے پیروکاروں کو حکم دیا کہ وہ ان رسولوں کو مانیں اور ان کتابوں پر عمل کریں، تمام آسمانی کتابیں ایک سو چودہ ہیں، ان میں سے اکثر صحیفے ہیں اور چار بڑی کتابیں ہیں۔

② چار بڑی کتابوں میں سے ایک تورات ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی، بنی اسرائیل کے تمام انبیاء علیہم السلام اسی کتاب کے تابع ہیں۔

③ دوسری آسمانی کتاب زبور ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام پر اتاری گئی۔

④ تیسری آسمانی کتاب انجیل ہے، جو حضرت عیسی علیہ السلام پر نازل ہوئی، ان کتب میں جہاں ذکر الٰہی اور شرعی احکام کا بیان موجود ہے وہاں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کی عمدہ صفات کا ذکر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور محامد کا ان کتابوں میں ذکر موجود ہے۔

⑤ تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ اور لب لباب قرآن کریم چوتھی اور آخری آسمانی کتاب ہے، اسے قرآن کریم اور فرقان حمید کہا گیا ہے، یہ سب سے آخری تاجدار نبوت حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا، یہ تمام آسمانی کتابوں سے زیادہ مکمل اور کامل کتاب ہے، قرون اولی کے مسلمان اس کے حافظ تھے اور آج کے دور کے لاکھوں مسلمان بھی اس کتاب کے حافظ ہیں، یہ اس کتاب کا معجزہ ہے۔

⑥ قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے، اس کتاب میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے۔

قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ پاک نے لے رکھی ہے، قیامت تک محفوظ رہیگا۔

اسے امانت دار فرشتے جبریل کے ذریعے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل کیا گیا، قرآن کریم پر عمل کرنے والے دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں کامیاب وکامران ہوں گے، قرآن کریم انسانی زندگیوں میں انقلاب برپا کرنے والی کتاب ہے۔

قبر کا عذاب

(۱) ایک مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ قبر میں منکر نکیر دو فرشتے قبر والے سے سوال کریں گے، قبر کا عذاب حق ہے، یہ اہل سنت والجماعت کے عقائد میں سے ہے، قبر سے مراد عالم برزخ ہے، جو کہ دنیا اور آخرت کے درمیان ایک واسطہ ہے، اللہ کی منشاء کے مطابق اس عرصہ میں کفار تکلیف اور عذاب میں ہوں گے، ایمان والے، اللہ کے فرمانبردار، رسول اللہ ﷺ کے اطاعت شعار اس عرصہ میں ناز و نعمت میں ہوں گے، جن کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

(۲) منکر اور نکیر ایسے دو فرشتے ہوں گے جو خوفناک ہوں گے، ان کی رنگت سیاہ ہو گی، ان کی آنکھیں نیلی نیلی ہوں گی، قبر میں آئیں گے اور قبر والے سے اس کے رب، اس کے رسول اور اس کے دین کے بارے میں سوال کریں گے، اگر قبر والا اللہ کی توفیق سے ان فرشتوں کے درست جواب دے دے گا تو اسے کہا جائے گا کہ تو دلہن کی طرح سو جا، اسے ناز و نعمت سے سرفراز کیا جائے گا، قبر اس شخص کے حق میں جنت کے باغات میں سے ایک باغ بن جائے گا، اگر منکر نکیر کے سوالوں کے درست جوابات نہ دے سکا تو اسے تکلیف اور عذاب میں مبتلا کیا جائے گا، اس کی قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بن جائے گی۔

(۳) میت کو دفنانے کے بعد جب دفنانے والے واپس آجاتے ہیں تو میت سے سوال وجواب شروع ہو جاتا ہے۔

(۴) میت سے سوال کرنے والے دو فرشتے ایک ہی وقت میں کئی مقامات پر متمثل ہوتے ہیں۔

(۵) اہل ایمان کے چھوٹے معصوم بچوں سے سوالات ہوں گے، پھر فرشتے انہیں خود ہی کہیں گے کہ تم کہو اللہ ربی (اللہ میرا رب ہے) نبی محمد (حضرت محمد ﷺ میرے نبی ہیں) دینی الاسلام (اسلام میرا دین ہے)۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ خود ہی ان کے دل میں ڈال دے، جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پنگھوڑے میں القاء کیا تھا۔

موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا

① ایک مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو ان کی قبروں سے اٹھائے گا، اللہ اپنی مخلوقات کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا۔

② اللہ تعالیٰ نے جس طرح اس مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ مرنے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کرے۔

③ انسانوں کے علاوہ دوسرے تمام جانور، درندے، پرندے، کیڑے، مکوڑے بھی دوبارہ زندہ ہوں گے تاکہ اللہ تعالیٰ ان سے ایک دوسرے کا قصاص لے۔

④ قیامت کے دن تمام مخلوقات کا قصاص (بدلہ) ایک دوسرے سے لیا جائے گا، یہاں تک کہ اس سینگوں والے دنبے سے بھی قصاص لیا جائے گا جس نے کسی ایسے دنبے کو مار ڈالا ہو جس کے سینگ نہیں تھے، اگر کسی چیونٹی نے دوسری چیونٹی کو تکلیف پہنچائی ہوگی تو اس سے بھی قصاص لیا جائے گا، قصاص لینے کے بعد ان جانوروں کو ختم کر دیا جائے گا، البتہ حلال جانوروں کو جنت کی مٹی بنایا جائے گا، چھوٹے لڑکوں سے بھی قصاص لیا جائے گا۔

⑤ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنا صور پھونکنے سے ہوگا، پہلی بار صور پھونکنے سے قیامت کی منادی کی جائے گی، تمام جاندار مر جائیں گے۔

⑥ دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو اس کی آواز سے مردے زمین سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور اللہ کی بارگاہ میں جمع ہو جائیں گے، ان دونوں صوروں کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہو گا۔

قیامت کے دن بندوں کے اعمال کو تولنا اور انہیں اٹھا کر ترازو میں رکھنا بھی حق ہے، اگرچہ اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔ کتاب حق ہے یعنی وہ کتاب جس میں بندوں کے نیک اعمال اور برے اعمال لکھے ہوئے ہوں گے، ایمان والوں کو ان کا نامۂ اعمال دائیں اور کافروں کو بائیں ہاتھ میں تھمایا جائے گا، حساب حق ہے، سوال حق ہے، حوض کوثر حق ہے، پل صراط حق ہے، شفاعت حق ہے، جنت دوزخ حق ہے، دونوں ایسی مخلوقات ہیں جو موجود ہیں۔

عبادات

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر رکھی گئی ہے، ان میں ایک کلمہ ہے، دوسرا نماز ہے، تیسرا روزہ ہے، چوتھا زکوۃ ہے اور پانچویں حج ہے۔

نماز: ان ساری عبادات میں نماز افضل ترین عبادت ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کئی مقامات پر نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے، نماز کو خشوع اور خضوع سے ادا کرنے والوں کو کامیاب مومن قرار دیا ہے، نماز قائم کرنے والوں کو متقی قرار دیا ہے، نبی کریم ﷺ کی اپنی زندگی ایسی تھی کہ آپ ﷺ کا نماز میں بہت زیادہ دل لگتا تھا، جب کوئی اہم کام پیش آتا تو آپ ﷺ فوراً نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے، آپ ﷺ نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے، ایمان والوں کی معراج قرار دیا ہے، نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے، نماز اللہ سے لینے کا ذریعہ ہے، نماز کی ادائیگی سے انسان اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے، اس لیے نماز کو انتہائی دھیان اور توجہ سے ادا کرنا چاہیے، اپنے وقت پر نماز کو ادا کرنا چاہیے، ایسی دھیان والی نماز ادا کی جائے جیسے یہ زندگی کی آخری نماز ہے، فرائض، واجبات، سنن کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل کی کثرت کی جائے، تہجد کو اپنا معمول بنایا جائے، نمازوں کے ساتھ ادا کیے جانے والے نوافل کو اپنا وظیفہ بنایا جائے، رات کو اٹھنے کا اہتمام کیا جائے، اس لیے کہ یہ صالحین کا طریقہ کار رہا ہے، رات کی نماز میں بندے کو اپنے رب کا قرب ملتا ہے، اس سے گناہ مٹتے ہیں، رات کا اٹھنا انسان کو گناہوں سے روکتا ہے، آپ ﷺ نے ایسے شخص کے لیے دعا کی ہے کہ اللہ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو رات کو اٹھتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرض نمازوں کے بعد افضل ترین نماز تہجد کی نماز کو قرار دیا ہے، رات کے آخری حصہ میں ذکر اذکار کی بھی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے، چاشت کے نوافل ادا کرنے والے کے لیے بشارت ہے کہ اس کے دن کے کام اللہ پاک کر دیتے ہیں، اس کے گناہوں کے مٹانے دینے کا فرمان آیا ہے، چاہے اس کے گناہ سمندر کی جھاگ برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ اس لیے نماز میں کوتاہی نہ کرے، اسے وقت کی پابندی کے ساتھ ادا کرے۔

زکوٰۃ: اسی طرح عبادات میں زکوٰۃ کو بڑی اہمیت حاصل ہے، نماز کے بعد اللہ نے قرآن کریم میں اس کا ذکر کیا ہے، زکوٰۃ سے مقصود اللہ کی رضا کا حصول ہے، اپنے نفس کی صفائی اور ستھرائی ہے، کیونکہ اکثر بری عادات کی جڑ مال اور منصب کی محبت ہوتی ہے، زکوٰۃ مال کی محبت کو توڑنے کا ذریعہ ہے، زکوٰۃ کی اہمیت اسی سے معلوم کی جاسکتی ہے کہ نماز کے بعد اس کا ذکر ملتا ہے، نبی کریم ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا، فرمایا تھا کہ اگر آپ ﷺ کے زمانے میں جو شخص ایک رسی بھی بطور زکوٰۃ دیتا تھا اب انکار کرے گا تو میں اس کے خلاف جہاد کروں گا، باقی صحابہ نے اس فیصلے پر ان سے اتفاق کیا تھا۔

روزہ: اللہ نے سال میں ایک مہینہ کے روزے مسلمان پر فرض کیے ہیں، روزہ رکھوانے سے غرض یہ ہے کہ انسان میں تقویٰ کی صفات پیدا ہوں، انسان متقی بن جائے، روزہ کو عبادت والی فکر کے ساتھ رکھا جائے، اس کے آداب کی رعایت رکھی جائے، شریعت میں روزہ کے لیے جو جو احکامات آئے ہیں ان کی پاسداری کی جائے، روزہ کی حالت میں ہر طرح کی نافرمانی سے بچا جائے، روزہ کی حالت میں انسان جس طرح کھانے، پینے اور جماع سے بچتا ہے اسی طرح ہاتھوں، پاؤں، زبان اور جوارح کو غلط استعمال کرنے سے بچا رہے، جھوٹ غیبت اور بدگوئی سے مکمل پرہیز کرے، ایسا روزہ رکھنے والے کے لیے اللہ خود جزا بن جاتا ہے، ایک مقام پر فرمایا کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں خود اس کی جزا ہوں۔

حج: حج اسلام کا آخری رکن ہے، حج سے بھی مقصود یہی ہے کہ اللہ راضی ہو جائے، جس آدمی کے پاس زاد اور راحلہ کی سہولت موجود ہو اس شخص پر حج فرض ہو جاتا ہے، جب حاجی حج کے لیے جاتا ہے اور اس کے تمام ادب آداب کو ملحوظ خاطر رکھ کر ارکان ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں، جب وہاں سے واپس لوٹتا ہے تو ایسے ہوتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہے، ایک مقام پر مال میں برکت اور بڑھوتری کے لیے بار بار حج کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

معاملات

عبادات کا تعلق حقوق اللہ سے ہے، معاملات کا تعلق حقوق العباد سے ہے، معاملات کی اہمیت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حقوق اللہ میں کوتاہی برتنے والا اگر رو دھو کر معافیاں مانگ کر اللہ کو راضی کر لے تو اس کی بخشش کا امکان موجود ہوتا ہے، جب کہ حقوق العباد میں کوتاہی کرنے والے کی اس وقت تک معافی نہیں ہوتی جب تک کہ اسے وہ بندہ معاف نہ کر دے جس کے حق میں اس نے کوتاہی کی تھی۔

معاملات سے مراد مالی لین دین ہے، جیسے قرض، امانت، خرید و فروخت، نوکری، مزدوری وغیرہ، ان سارے امور کا تعلق اللہ کے بندوں کے ساتھ ہے، ایمان کے بعد عبادت کی بڑی اہمیت ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ ان کا تعلق حقوق اللہ کے ساتھ ہے، ان میں کمی بیشی کرنے والا صرف اللہ کا مجرم ہوتا ہے، توبہ اور استغفار سے وہاں معافی اور بخشش کی امید ہے، جب کہ یہاں معاملہ بندے کا بندے کے ساتھ ہے، بندوں کے جس طرح دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ معاملات الجھے رہتے ہیں کہیں یہ نہ سمجھا جائے کہ قیامت میں ان سے جان چھوٹ جائے گی، بلکہ دنیا میں رفع دفع کرنے والے قیامت کے دن اپنی پھوٹی کوڑی بھی کسی کے پاس نہیں رہنے دیں گے۔

نبی کریم ﷺ کے ایک ارشاد گرامی کا مفہوم یوں ہے کہ کچھ لوگ نماز، روزہ، صدقہ اور خیرات، کی قسم کی بہت سی نیکیاں کما کر لے جائیں گے، لیکن انہوں نے انسانی معاملات میں کوتاہی کی ہو گی، کسی کا حق مارا ہو گا، کسی کی غیبت کی ہو گی، تو جن کے ساتھ یہ زیادتی کی ہو گی وہ قیامت کے دن مدعی بن کر کھڑے ہو جائیں گے، اللہ سے انصاف کے طالب ہوں گے، اللہ ان کے درمیان انصاف فرمائیں گے، فیصلہ کریں گے، اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ انسان نے جتنے نیک اعمال کیے ہوں گے وہ سارے کے سارے اس مدعی کو دلوا دیئے جائیں گے، جب سب کچھ مدعیٰ علیہ کا لینے کے باوجود بھی پورے حقوق ادا نہ ہوں گے تو ان مدعیوں کے

کچھ گناہ ان لوگوں پر لاد دیئے جائیں گے جنہوں نے دنیا میں ان کے حقوق میں کوتاہی کی تھی، آخر کار یہ لوگ جن پر دعویٰ کیا جائے گا جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔

نبی کریم ﷺ نے معاملات کی خرابی کو اُسترے سے تعبیر فرمایا تھا، جس سے سر مونڈھا جاتا ہے، تعلقات کی خرابی ایسا اُسترا ہے جو سارے دین کا صفایا کر دیتا ہے، دس درھم کے بدلے کپڑا خریدنے والے کا اگر ایک درھم کا کپڑا بھی حرام کا ہو گا تو اس کپڑے کو پہن کر نماز ادا کرنے والے کی نماز اللہ قبول نہیں فرمائیں گے، حرام کھانے والے، حرام پینے والے، حرام پہننے والے کی دعا قبول نہیں کی جاتی۔

کاروباری معاملات اگر درست اور شریعت کے مطابق نہ ہوں، انسان کا کھانا، پینا، پہننا، اوڑھنا، بچھونا، حرام مال اور ناجائز آمدنی سے ہو تو اس کی دعا رد کر دی جاتی ہے، ایک ارشاد گرامی کے مطابق وہ جسم جنت میں داخل نہیں ہو گا جسے حرام غذا دی گئی تھی۔

ایک دکاندار کے غلہ کے ڈھیر میں آپ ﷺ نے ہاتھ ڈال دیا تھا جس نے اوپر اوپر خشک اور نیچے نیچے گیلا غلہ رکھا ہوا تھا، اس نے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے ایسا کیا تھا، آپ ﷺ نے اسے دیکھنے کے بعد ناراضی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ جو شخص کاروبار میں اس طرح دھوکہ کرے وہ ہم سے نہیں ہے۔

ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنا محاسبہ خود کرتے رہنا چاہیے کہ ہمارے اندر کس قدر کوتاہی ہے، ہم انسانی حقوق پر ڈاکہ ڈالتے ہوئے فخر محسوس کرتے اور اسے بہادری اور چالاکی سمجھتے ہیں، اس سب کا حساب دینا پڑے گا، جان نہیں چھوٹے گی۔

کسی کا مال غصب کرنا، کسی کا مال دھوکے سے ہتھیا لینا، کسی کی ناخوشی سے اس کا مال اینٹھ لینا، کسی کا مال چوری کرنا، کسی کو نقصان پہنچانا، کسی کی شرافت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے سودی معاملات کرنا، اپنے منصب کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے رشوتیں وصول کرنا، دوسروں کے حقوق چھیننا یہ سب اسی زمرے میں آتا ہے، اس لیے جہاں تک ہو سکے انسانی حقوق کو پائمال کرنے سے اپنے کو بچاتا رہے، ورنہ جان چھوٹنی مشکل ہو جائے گی۔

معاشرت

معاشرت سے مراد رہن سہن کا وہ برتاؤ ہے، جو ان لوگوں کے ساتھ کیا جاتا ہے جن سے کسی قسم کا تعلق اور واسطہ پڑتا ہے، چاہے یہ مستقل اور دائمی تعلق اور واسطہ ہو، جیسے ماں باپ، اولاد، بہن بھائی اور دوسرے رشتہ دار، عزیز، میاں بیوی، گھر کے برابر رہنے والے پڑوسی، چاہے یہ واسطہ اور تعلق عارضی ہو جیسے سفر کے ساتھی ہوں، مدرسہ میں ہم جماعت ساتھی ہوں یا دوسری جماعتوں کے، کارخانے، مل، یا کسی کاروباری مرکز میں یکجا کام کرنے والے ساتھی ہوں۔

معاملات کی طرح معاشرت کی اہمیت کا انکار بھی نہیں کیا جاسکتا، جس طرح آپﷺ نے دھوکہ دینے والے کے بارے میں فرمایا کہ اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اسی طرح آپﷺ نے ان لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ ہمارا ان سے تعلق نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کریں، ہمارے بڑوں کی عزت اور احترام نہ کریں، ہمارے علماء کرام کی عزت نہ کریں۔

معاشرت میں اس چیز کا بہت زیادہ خیال رکھنا پڑتا ہے کہ کسی کا دل دکھے اور نہ ٹوٹے، کسی کی دل آزاری کو عبادت گاہوں کو منہدم کرنے سے بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے، ایک معاشرہ میں ساتھ رہنے والے ایک دوسرے کے آرام اور راحت کا خیال رکھیں، ایک روایت کے مطابق تو یہاں تک دل آزاری سے منع کیا گیا کہ تین شخص ایک مقام پر بیٹھے ہوں تو دو شخص تیسرے سے الگ ہو کر ایک دوسرے کے ساتھ کھسر پھسر نہیں کر سکتے۔

ماں باپ کا ادب کیا جائے، بہن بھائیوں کا خیال رکھا جائے، پڑوسیوں اور رشتہ داروں کا نہ صرف دل جیتا جائے بلکہ ان کا جس قدر ہو سکے خیال بھی رکھنا چاہیے، چاہے پڑوسیوں اور رشتہ داروں کی طرف سے کس قدر بے رخی کیوں نہ برتی جائے، ہمیں حکم یہی ہے کہ ہم اپنے فرائض میں کوتاہی اور کمی نہ کریں۔

اخلاق

جیسے عبادت دین کا ایک اہم شعبہ ہے، عقائد کی درستگی بہت ضروری ہے، معاملات، معاشرت میں عمدگی ضروری ہے اسی طرح عمدہ اخلاق اختیار کرنا بھی ضروری ہے، دین کے باقی شعبہ جات کی طرح اخلاق بھی اہم ترین شعبہ ہے، بلکہ اسے باقی شعبہ جات سے بالاتری اور برتری حاصل ہے، علماء کرام یہاں تک فرماتے ہیں کہ انسان اخلاق میں اللہ تعالیٰ کی نیابت کرتا ہے، اخلاق خدائی صفات ہیں، ہمیں ایک مسلمان کی حیثیت سے حکم دیا گیا کہ ہم اپنے کو اللہ کے اخلاق کے ساتھ مزین کریں۔

نبی کریم ﷺ نے ایک مقام پر اپنی بعثت کا مقصد ہی یہ بیان کیا کہ میں عمدہ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان میں سب سے مکمل وہ شخص ہے جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہیں، ایک روایت کے مطابق قیامت کے دن میزان اعمال میں سب سے زیادہ وزن دار چیز جو رکھی جائے گی وہ انسان کا اچھا اخلاق ہوگا۔

مال کو خرچ کرنا عمدہ اخلاق ہے جب کہ مال کی تجوریاں بھر بھر کر رکھنا بخل اور بد اخلاقی ہے، طعنہ زنی، غیبت، بدگوئی، دوسروں کے عیوب تلاش کرنا، انہیں پھیلانا، تکبر کرنا، غرور کرنا، چغل خوری کرنا، منافقت کرنا، بے رحمی کا مظاہرہ کرنا، حب جاہ اور حب مال یہ ساری چیزیں بداخلاقی کے زمرے میں آتی ہیں، جب کہ مصائب پر صبر کرنا، اللہ پر بھروسہ کرنا، سچائی اختیار کرنا، امانت داری، عہد و پیمان کو پورا کرنا، اعمال میں اخلاص، اللہ اور رسول اللہ کی محبت، دوسروں کی خیر خواہی، دوسروں کے ساتھ حسن ظن رکھنا، پردہ پوشی کرنا، رحم کرنا، چشم پوشی اور عفو و در گزر کرنا، غصہ پی جانا، سخاوت، عدل و انصاف، تواضع اور خاکساری، حب فی اللہ اور بغض فی اللہ یہ عمدہ اخلاق کی ایک اجمالی فہرست ہے انہیں اختیار کرنا بہت ہی ضروری ہے۔ ان چیزوں کو اختیار کیا جائے اور ان پر ثابت قدم رہنے کی دعا بھی کی جائے۔ اللہ ہم سب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، کامیابی سے ہمکنار کرے۔

سب سے بہترین صدقہ جاریہ دینی کتابیں لکھنااور انہیں عام کرنا ہے
(علامہ جلال الدین سیوطیؒ)
تصنیفات
شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت مولانا محمود الرشید حدوٹی حفظہ اللہ
پرنسپل جامعہ رشیدیہ مناواں لاہور
صدر ادارہ آب حیات ٹرسٹ
ملنے کا پتا
ادارہ آب حیات ٹرسٹ
غوث گارڈن فیز ۲ جی ٹی روڈ مناواں لاہور کینٹ

۱	اسلامی نظام حیات	۲۱	فضائل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲	اسلام کا معاشی نظام	۲۲	کلام نبوی کی کرنیں
۳	اسلامی عبادات	۲۳	معارف الفرقان (جلد اول)
۴	اسلامی عقائد	۲۴	معارف الفرقان (جلد دوم)
۵	تقابل ادیان	۲۵	معارف الفرقان (جلد سوم)
۶	اسلام اور مسیحیت	۲۶	معارف الفرقان (جلد چہارم)
۷	اسلام اور یہودیت	۲۷	معارف الفرقان (جلد پنجم)
۸	اسلام اور ہندومت	۲۸	معارف الفرقان (جلد ششم)
۹	کلام ربانی کی کرنیں	۲۹	معارف الفرقان (جلد ہفتم)
۱۰	سفید سمندر کے ساحل تک	۳۰	معارف الفرقان (جلد ہشتم)
۱۱	تپتے صحرا (سفر نامہ ٹمبکٹو)	۳۱	معارف الفرقان (جلد نہم)
۱۲	کاروان حرمین شریفین	۳۲	معارف الفرقان (جلد دہم)
۱۳	سلگتے ریگزار (سفر نامہ نیجر)	۳۳	معارف الفرقان (جلد یازدہم)
۱۴	دریائے نیل کے ساحل تک	۳۴	معارف الفرقان (جلد دوازدہم)
۱۵	جزیروں کے دیس میں	۳۵	شاتم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرعی سزا
۱۶	تاریخ عزیمت	۳۶	خطبات دعوت (مجموعہ بیانات)
۱۷	آخری دس سورتوں کی تفسیر	۳۷	فضائل مسجد
۱۸	عبرت ناک زلزلہ	۳۸	بے غبار تحریریں (کالم)
۱۹	اسلام اور عورت	۳۹	مسلمان کون ہوتا ہے؟
۲۰	اسلام میں عورت کا مقام	۴۰	امیر عزیمت کی داستان حیات

۴۱	اسلام اور نوجوان	۶۳	مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ
۴۲	دعوت و تبلیغ	۶۴	درد دل (کالموں کا مجموعہ)
۴۳	مطالعہ اسلام	۶۵	روزہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۴۴	اہل سنت والجماعت	۶۶	زکوۃ، صدقات، خیرات
۴۵	دیوار چمن سے زنداں تک	۶۷	حج (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۴۶	گستاخ دین صحافی	۶۸	حج کے بعد زندگی کیسے گزاریں
۴۷	الدرر السنیہ فی الاحادیث القدسیہ	۶۹	عورت کی حکمرانی
۴۸	حدیقۃ الحضارہ فی العربیۃ المختارہ	۷۰	دعائے انبیاء
۴۹	مصباح الصرف	۷۱	مناجات نبوی (نبوی دعائیں)
۵۰	مصباح النحو	۷۲	مطالعہ مذاہب
۵۱	رشوت ستانی	۷۳	صلاۃ وسلام علی سید الانام
۵۲	بت شکن	۷۴	قرآن اور حاملین قرآن
۵۳	بسنت کا تہوار	۷۵	مطالعہ قرآن (اول)
۵۴	موت کا سوداگر	۷۶	مطالعہ قرآن (دوم)
۵۵	ایمان کے ڈاکو	۷۷	مطالعہ قرآن (سوم)
۵۶	بحر ظلمات کے ساحل تک	۷۸	مطالعہ قران (پنجم)
۵۷	اسلام اور پیغمبر اسلام	۷۹	مطالعہ قرآن (ششم)
۵۸	غازی عبد الرشید شہیدؒ	۸۰	مطالعہ قرآن (ہفتم)
۵۹	معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۸۱	مطالعہ قرآن (ہشتم)
۶۰	حضرت سیدنا صدیق اکبر	۸۲	چہار شنبہ کی شرعی حیثیت
۶۱	حضرت سید عمر فاروق	۸۳	زاد محمود فی فضائل درود
۶۲	حضرت سیدنا عثمان غنی	۸۴	علماء کرام کا مقام

۸۵	حضرت سیدنا علی المرتضیٰ	۱۰۴	بیت المقدس
۸۶	شہید کربلا	۱۰۵	ختم نبوت
۸۷	حضرت سیدنا امیر معاویہ	۱۰۶	زاد الصالحین
۸۸	نغمہ زنداں (جیل کی تقریریں)	۱۰۷	عربی زبان
۸۹	معارف الحدیث (جلد اول)	۱۰۸	ارمغان مقیم
۹۰	معارف الحدیث (جلد دوم)	۱۰۹	سنت مصطفی ﷺ
۹۱	معارف الحدیث (جلد سوم)	۱۱۰	تزکیہ نفس
۹۲	معارف الحدیث (جلد چہارم)	۱۱۱	جہیز کی شرعی حیثیت
۹۳	معارف الحدیث (جلد پنجم)	۱۱۲	ذوق خطابت
۹۴	معارف الحدیث (جلد ششم)	۱۱۳	مضامین فی سورۃ یاسین
۹۵	معارف الحدیث (جلد ہفتم)	۱۱۴	ختم بخاری شریف
۹۶	نماز کتاب	۱۱۵	مضامین بخاری شریف
۹۷	فیضان حقانی (تبصرے)	۱۱۶	تقدیر کیا ہے؟
۹۸	مجلس ذکر	۱۱۷	فکر آخرت
۹۹	شان امت محمدی	۱۱۸	یوم دفاع پاکستان
۱۰۰	نقوش (اداریے)	۱۱۹	پیغام توحید
۱۰۱	رمضان المبارک	۱۲۰	یوم آزادی
۱۰۲	قربانی (قرآن وسنت کی روشنی میں)	۱۲۱	فیضان مقیم (خلافت نامہ)
۱۰۳	پاکستان کے خلاف گہری سازش	۱۲۲	شہید ناموس رسالت

نوٹ: مکتبہ آب حیات کی تمام کتابیں آدھی قیمت پر اس وقت روانہ کی جاتی ہیں جب رقم وصول ہو جاتی ہے، رقم موبائل پر جاز اکاؤنٹ میں روانہ فرمائیں، جاز اکاؤنٹ اسی نمبر پر موجود۔

ملنے کا پتا: مکتبہ آب حیات غوث گارڈن فیز 2 جی ٹی روڈ مناواں لاہور کینٹ